سُوۡرَۃُ آلِ عِمۡرَان کی تفسیر Lesson 14: Ale Imraan (Ayaat 169 - 185): Day 165

فَرِحِيۡنَ: ف ر ح: اچھے اور بُرے معنی میں آتا ہے۔ فرح معنی خوش اور بُرے معنی اِترانا۔

یہاں دِل کی خوشی کے معنی میں ہے اور بُرے معنی میں سورۃ القصص میں آئے گا۔

يَسۡتَبۡشِرُوۡنَ: ب ش ر۔ خوشی کا اثر چہرے پر آئے۔

بشریٰ یعنی چہرے سے خوشی ظاہر ہونا اور فرحین ہے دِل میں خوشی آ جانا۔

شہید کو اللہ قبر کا عذاب نہیں دیتے۔ انسان اکیلے خوش نہیں رہ سکتا۔

بعض لوگ دُکھ کے وقت ہمدرد اور غمگسار کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ لیکن خوشی کے وقت بھی ہمارا دِل چاہتا ہے کہ کسی کے ساتھ مل کر منائیں۔ ہمارا دِل چاہتا ہے کہ اپنے پیاروں کو ضرور بتائیں تا کہ وہ بھی خوش ہو سکیں۔

جو اللہ کی خاطر قربانی دے گا اُسے اللہ کی رضا نصیب ہوگی اور اعلیٰ ترین درجات ملیں گے۔

جو وطن کی خاطر جان دیتے ہیں کیا وہ شہید ہیں؟

ہمارے ملک پاکستان میں بھی کئی لوگوں نے اپنی جانیں وطن پر قربان کیں اور ہم اُنہیں شہید کہتے ہیں۔ سب نیّت کی بات ہے۔ جب کوئی فوج یا آرمی کو جوائن کرتا ہے تو اُس کی نیّت کیا ہے۔ کیا وہ اسلامی مُلک اور اسلام کی حفاظت کے لئے یہ نوکری کرتا ہے یا پیسے اور رُعب کے لئے؟ اگر کوئی اللہ کے کلمے کی حفاظت کرنا چاہتا ہے تو اللہ اُسے بلند ترین درجات عطا فرمائے گا۔

بعض لوگ دوسروں کو بھی شہید کہنے لگتے ہیں۔ تو آپ اُن کا معاملہ اللہ پر چھوڑ دیں۔ آپ کسی کو کچھ نہ کہیں۔ نہ خود کسی سے کچھ کہیں اور نہ ہی مخالفت کریں۔

شہید کا رِزّق منقطع نہیں ہوتا۔ حدیث کا خلاصہ ہے کہ ہر انسان کی موت سے پہلے ہی فرشتے اُس کے پاس آکر باتیں کرنے لگتے ہیں کہ اس نے جو کھانا تھا کھالیا۔ اتنے میں ملک الموت آکر اُس کی جان قبض کرلیتا ہے۔ لیکن شہید کا مینیو بدل جاتا ہے۔ جب تک دنیا میں زندہ تھا تو یہاں کے کھانے کھاتا تھا پھر جنّت کے کھانے کھائے گا۔ اپنے بچوں کو اللہ کی راہ سے کبھی خوفزدہ نہ کریں۔

بچے کے دِل میں دَرد پیدا کردیں۔ اپنے بچوں کو فتنہ نہ بنائیں لیکن اچھا مسلمان بنائیں۔

جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید ہوئے وہ خسارے میں نہیں ہیں۔ وہ خوش ہیں۔ اُن کے لئے خوشخبریاں ہیں۔

اگلی آیت کے بارے میں مفسّرین کہتے ہیں کہ اس کے لئے شانِ نزول ایک واقعہ تھا۔

غزوۂ اُحد سے واپس جاتے ہوئے ابوسفیان کو خیال آیا کہ اُسے مسلمانوں پر یقینی فتح پانی چاہیئے تھی۔

وہ راستے میں رُک گیا اور جنگ کی تیاری شروع کردی۔ اِدھر اللہ کے نبیؐ کو بھی یہی خیال آیا (اللہ نے اُن کے دِل میں ڈال دیا) کہ کہیں دُشمن واپس نہ آجائے۔ ادھر مدینہ میں گھر گھر میں کہرام مچا ہُوا تھا۔ صحابہ کرامؓ تھکاوٹ اور زخموں سے چور مدینہ واپس آئے اوپر سے شہداء اور شکست کا غم بھی تھا۔

اللہ کے نبیؐ نے صحابہ کرامؓ کو ایک پیغام بھیجا کہ ہم دُشمن کے پیچھے جائیں گے۔ تیاری کرلیں۔

کچھ مفسّرین کہتے ہیں کہ یہ اُحد کے بعد ایک اور موقع پر اللہ کے نبیؐ نے صحابہ کرامؓ کو جنگ کی تیاری کا حکم دیا تھا۔یعنی یہ ایک سال بعد کا واقعہ تھا۔

اللہ کی طرف سے جب مشرکین جنگ کی تیاریاں کر رہے تھے تو اللہ نے اُن کے دِلوں پر مسلمانوں کا رُعب ڈال دیا۔اُن کی ہمت ٹوٹ گئی۔ آپس میں پھوٹ پڑ گئی۔ابوسفیان نے ایک آدمی کو پیسے دے کر بھیجا کہ مدینہ جاکر خبر پھیلا دو کہ ابوسفیان بہت بڑا لشکر لے کر مدینہ پر حملے کے لئے آرہا ہے۔

اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۚ﴿۱۷۲﴾ جنہوں نے باوجود زخم کھانے کے خدا اور رسول (کے حکم) کو قبول کیا جو لوگ ان میں نیکوکار اور پرہیز گار ہیں ان کے لئے بڑا ثواب ہے۔

دُعا کریں اللہ ہمیں اِن لوگوں میں شامل فرمالے۔ آمین

یعنی جب کہا گیا کہ ایک اور جنگ ہے تو فوراً چل پڑے۔ اللہ اور رسولؐ کی پکار پر لبیک کہتے ہیں۔ ایسا کون کرے گا؟ جو نماز کی آواز سُن کر نماز کے لئے چل پڑتا ہے۔ 'الصلوٰۃ خیر من النوم' جو فجر کی اذان سُن کر نماز کے لئے اُٹھ جائے۔ جو نماز کے لئے نہیں جاتا یا سوتے ہوئے نہیں اُٹھتا کیا وہ جنگ کے لئے جائے گا؟ اپنے گھر والوں کا اللہ سے تعارف کروائیں۔ اللہ سے محبت پیدا کروائیں۔ اللہ کے نام اور صفّات پر بات کریں۔ قرآن سے تعلق پیدا کریں۔ گاڑی میں بیٹھے بیٹھے اللہ کی باتیں کریں۔

یعنی صحابہ کرامؓ نے مشکل وقت میں بھی لبیک کہا، اللہ ہمیں بھی اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کی توفیق دے۔ آمین

" جو لوگ ان میں نیکوکار اور پرہیز گار ہیں ان کے لئے بڑا ثواب ہے۔ " اللہ کے لئے باہر نکلے تو اللہ ان
کی بہت قدر کرے گا۔ یعنی اللہ نے ان کا تذکرہ قرآن میں کر دیا۔

ٱلَّذِينَ قَالَ لَهُمُ ٱلنَّاسُ إِنَّ ٱلنَّاسَ قَدۡ جَمَعُواْ لَكُمۡ فَٱخۡشَوۡهُمۡ فَزَادَهُمۡ إِيمَٰنٗا ۖ وَقَالُواْ حَسۡبُنَا ٱللَّهُ وَنِعۡمَ ٱلۡوَكِيلُ ﴿١٧٣﴾ (جب) ان سے لوگوں نے آکر بیان کیا کہ کفار نے تمہارے (مقابلے کے) لئے لشکر کثیر جمع کیا ہے تو ان سے ڈرو۔ تو ان کا ایمان اور زیادہ ہو گیا۔ اور کہنے لگے ہم کو خدا کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔

ٱلَّذِينَ : وہ لوگ۔ صحابہ کرامؓ۔

ٱلنَّاسُ : نعیم بن مسعود، اس کو ابوسفیان نے خرید لیا تھا کہ جا کر جھوٹی خبر پھیلا دو۔

إِنَّ ٱلنَّاسَ :ابوسفیان اور اُس کے ساتھی (لشکر)

یعنی نہ ڈرے اور نہ ہی خوفزدہ ہوئے بلکہ 'فَزَادَهُمۡ إِيمَٰنٗا' اِن کا ایمان اور زیادہ ہو گیا۔ اور ایسے وقت میں انہوں نے کہا کہ " اور کہنے لگے ہم کو خدا کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔"

جس کا دِل اللہ سے جُڑا ہُوا تھا۔ جن کو اللہ پر توکّل تھا وہ کہتے ہیں۔ حَسۡبُنَا ٱللَّهُ وَنِعۡمَ ٱلۡوَكِيلُ۔

پھر وہ کہتے ہیں؛

فَٱنقَلَبُواْ بِنِعۡمَةٖ مِّنَ ٱللَّهِ وَفَضۡلٖ لَّمۡ يَمۡسَسۡهُمۡ سُوٓءٞ وَٱتَّبَعُواْ رِضۡوَٰنَ ٱللَّهِۗ وَٱللَّهُ ذُو فَضۡلٍ عَظِيمٍ ﴿١٧٤﴾ پھر وہ خدا کی نعمتوں اور اس کے فضل کے ساتھ (خوش وخرم) واپس

آئے ان کو کسی طرح کا ضرر نہ پہنچا۔ اور وہ خدا کی خوشنودی کے تابع رہے۔ اور خدا بڑے فضل کا مالک ہے۔

یعنی اللہ اُن سے راضی ہو گیا۔ وہ خوش و خرّم واپس آئے۔

اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيۡطٰنُ يُخَوِّفُ اَوۡلِيَآءَهٗ فَلَا تَخَافُوۡهُمۡ وَخَافُوۡنِ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ

﴿۱۷۵﴾ یہ (خوف دلانے والا) تو شیطان ہے جو اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے تو اگر تم مومن ہو تو ان سے مت ڈرنا اور مجھ ہی سے ڈرتے رہنا۔

یعنی صرف اللہ پر بھروسہ رکھو۔ شیطان سے نہ ڈرو۔ دُشمن کے ہتھیاروں پر بھروسہ نہ کرو۔ شیطان تمھیں ڈرائے گا کہ تم کمزور ہو کفّار سے خوفزدہ کرے گا لیکن حَسۡبُنَا اللّٰهُ وَنِعۡمَ الۡوَكِيۡلُ تم یہی کہہ دینا۔ ہمیں ہمارا ربّ کافی ہے۔

تاریخ پڑھ کر دیکھ لیں۔ سچّا ایمان تو یہی ہے کہ ہم اللہ پر مکمل بروسہ کریں۔ مسلمان اُسی وقت کامیاب ہوئے جب بھی اللہ پر توکّل کیا۔ اور اُس وقت ناکام ہو گئے جب خود پر یا دوسروں پر بھروسہ کیا۔

بعض اوقات ہم اپنی طرف سے پوری تیاری رکھتے ہیں۔ ہم اپنا ایمان بہت قیمتی سمجھتے ہیں۔ لیکن صحابہ کرامؓ کے ایمان کے سامنے ہمارا ایمان پُرانا ہی لگتا ہے۔

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک تم میں سے کسی شخص کے سینے میں ایمان اسی طرح پرانا بوسیدہ ہو جاتا ہے جیسے لباس یا کپڑا پرانا ہو جاتا ہے پس تم اللہ سے سوال کیا کرو کہ وہ تمہارے دلوں میں ایمان کی تجدید کر دے۔“

ایمان پانے پر بے حد سنجیدہ اوراُداس چہرہ بنا کر نہ پھریں بلکہ خوش ہوں کہ اللہ کے دین کے لئے کام کر رہے ہیں۔خوشیاں منایا کریں کہ اللہ نے دین اور ایمان کی دولت عطا کی ہے۔اللہ کے نبیؐ ایک خوش مزاج انسان تھے۔ہمارے چہروں سے خوشی ظاہر ہونی چاہئے۔اللہ کے نبیؐ جیسے لوگوں کے پاس ہوتے ویسے ہی اُن سے بات کرتے۔مثال؛فارسی بولنے کی کوشش کرتے۔

ایک دفعہ اللہ کے نبیؐ نے ایک حبشی صحابیؓ کو پیچھے سے آکر گلے سے لگایااور مذاق سے فرمایا کہ لوگو کون اس کو مجھ سے خریدے گا؟صحابیؓ نے کہا مجھ کالے غلام کو کون خریدے گا۔آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تمہاری بہت قدر کرتا ہے تمہیں جنّت میں بہت کچھ ملنے والا ہے۔صحابیؓ نے کہا اللہ کے نبیؐ کیا میں واقعی جنّت میں جاؤں گا کیا میری آنکھیں وہ دیکھیں گی جو آپؐ کی آنکھیں دیکھتی ہیں۔آپؐ نے فرمایا ہاں اور وہ صحابیؓ بے حد خوش ہو گئے۔

آپ سیرتِ رسول ﷺ پڑھ کر دیکھیں آپ کو اللہ کے نبیؐ کا مزاج سمجھ آئے گا۔

صحابہ کرامؓ کی باتیں سُن کر اور اُن کی زندگی کے واقعات پڑھ کر اپنی زندگی کا جائزہ لیں۔

ہمیں اللہ پر کیسا بھروسہ ہے؟ حَسۡبُنَا اللّٰهُ وَنِعۡمَ الۡوَكِيۡلُ پہلی دفعہ ہم کیا سوچتے ہیں ہمارے منہ سے کیا نکلتا ہے؟

اللہ کے نبیؐ نے فرمایا تھا کہ صرف وہی جائینگے جو اُحد کے لئے گئے تھے۔مومن ہمیشہ نیکیوں کے مواقع ڈھونڈتا رہتا ہے۔مومن پیچھے نہیں رہتا۔وہ نفس کے تقاضوں سے اوپر اُٹھ جاتا تھا۔یہ کبھی کبھی ہوتا تھا۔صحابہ کرامؓ اللہ اور رسول ﷺ کے حکم کے لئے تیار رہتے تھے۔

ہم کیا سوچتے ہیں؟ کیا ہمیں مقصد پیارا ہے؟

اپنے جیسے لوگوں میں اُٹھیں بیٹھیں۔ جو اللہ اور رسول ؐ کی اطاعت میں زندگی گزارنا چاہتے ہوں۔ اللہ کی اطاعت میں اُن کی خوشی تھی۔ صحابہ کرامؓ کی دو خوبیوں کا خاص طور پر ذِکر ہے کہ احسن عمل اور تقویٰ۔

احسن عمل: بہترین طریقے سے کام کرنا: Take it to Excellent Level

تقویٰ: صرف اور صرف اللہ کے لئے کرنا۔ اللہ سے محبت اور اللہ سے ڈر کر کرنا۔

یعنی اللہ سے ایسی محبت ہو جائے کہ پھر کوئی ہوش ہی نہ رہے۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو - عجب چیز ہے لذّتِ آشنائی

اللہ پر ہمیں کیسا بھروسہ اور توکّل ہونا چاہیئے۔ جب حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا گیا تو انہوں نے بھی یہی فرمایا تھا 'حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ '

آپ کو کوئی بھی خوف ہو تو یہی دعا پڑھا کریں۔ طبرانی کی روایت ہے کہ جب کسی کو کوئی خوف ہو تو یہ پڑھیں۔ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب اللہ کے نبی ؐ کو کوئی غم ہو تا تو بار بار یہی دعا پڑھتے۔۔ آپ کو کوئی غم یا پریشانی ہو، کسی انسان، یا دوسری قسم کا ڈر اور خوف ہو تو یہی دعا پڑھیں۔ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ۔

اب آگے دیکھیں کہ مسلمان اللہ پر بھروسہ کرکے ابوسفیان سے جنگ کے لئے پہنچے تو ابوسفیان خوفزدہ ہوکر بھاگ گیا؛"پھر وہ خدا کی نعمتوں اور اس کے فضل کے ساتھ (خوش وخرم) واپس آئے ان کو کسی طرح کا ضرر نہ پہنچا۔"

مسلمان اللہ کی رضا پاکر خوشی سے گھر واپس آگئے۔ اور تجارتی قافلے کا بہت سارا مال بھی اِن کو مل گیا۔

اگر ہمیں یہ بات سمجھ آجائے کہ اللہ ہمیں بڑھا چڑھا کر واپس کرتا ہے۔ تو ہم سب کچھ خوشی سے کرینگے۔ اللہ کو ہمارے مال کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تو سب جہانوں کا مالک ہے۔ جب ہم خلوصِ نیّت سے اپنی ہمت کے مطابق اللہ کی راہ میں کچھ پیش کرتے ہیں تو اللہ ہمارے احسن عمل کی بہت قدر کرتا ہے۔ ہمیں اَجر بھی ملتا ہے اور اللہ ہمیں وہ دوگنا چوگنا کرکے واپس بھی کردیتا ہے۔

ایک دفعہ ایک بہن نے اپنی سونے کی چوڑیاں اللہ کی راہ میں دیں تھیں۔ تو اُن کے شوہر نے اُنہیں وہی تحفہ واپس کردیا۔

پھر وہ خدا کی نعمتوں اور اس کے فضل کے ساتھ (خوش وخرم) واپس آئے ان کو کسی طرح کا ضرر نہ پہنچا۔

اللہ کے وعدے سچّے ہیں۔ اللہ بہترین تحفے عطا کرتا ہے۔ دعا کریں اللہ ہمیں اچھی نیّت اور احسن عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ کو ہمارے جذبے چاہئیں ۔ جب ہم اللہ کی راہ میں نکل پڑتے ہیں تو اللہ راہ آسان کردیتا ہے۔ آپ نیّت کرکے اپنا احسن عمل شروع کردیں۔ اللہ آپ کے ساتھ نیک لوگوں کو شامل کردے گا۔

اللہ لوگوں کے دلوں میں آپ کے لئے ہمدردی اور پیار ڈال دیتا ہے۔

مومن کا دِل آخرت کی طرف لگا ہوتا ہے۔ جذبوں کی کوئی قیمت نہیں ہوتی۔ کسی بہن نے اپنا گولڈ کا جیولری سیٹ اللہ کی راہ میں دیا لیکن اصل بات یہ ہے کہ وہ واپس مل جاتا ہے۔

'پھر وہ خدا کی نعمتوں اور اس کے فضل کے ساتھ (خوش وخرم) واپس آئے ان کو کسی طرح کا ضرر نہ پہنچا۔'

عام حالات کی نیکیاں بھی نیکیاں ہیں لیکن خاص حالات میں کی ہوئی نیکیاں احسن عمل ہے۔ اللہ کے لئے نیکی کر کے دیکھیں۔ برکت، صحت اور مال سب اُسی کے طرف سے ملے گا۔ انشاءاللہ